# اسلامی نظام اخلاق میں تقویٰ، اخلاص، عدل وانصاف اور صدق کی اہمیت--------ایک تحقیقی جائزہ

اسماء بیگم*

**Abstract:**

اسلامی نظام اخلاق فرد کے ساتھ ساتھ پورے معاشرے کی اصلاح کے لئے مکمل لائحہ عمل ہے۔اس مضمون میں اسلامی نظام اخلاق کے بنیادی ارکان--------تقویٰ، اخلاص، عدل وانصاف اور صدق کا تحقیقی جائزہ لیتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ اگران بنیادی قدروں کے مطابق زندگی استوار کی جائے تو فرداور معاشرہ دونوں کی اصلاح یقینی ہے۔

اسلام میں تعمیر کردار کا انحصار اسلامی معاشرہ اور اسلامی ثقافت پر ہے اسلام نے اسلامی نظام معاشرت کا ایک جامع اور کامیاب نظریہ پیش کیا ہے۔جس میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد رسالت مآب ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔یعنی اسلامی معاشرہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اصولوں پر عامل ہوتا ہے اور جس فرد کی تربیت ایسے معاشرے میں ہوگی اس کا کردار بھی یقیناً اسلامی اصولوں اور اسوۂ رسول ﷺ کے مطابق ہوگا۔

## تقویٰ:

اگر ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام تعلیمات کا خلاصہ صرف ایک لفظ میں بیان کرنا چاہیں تو ہم اسکو تقویٰ سے ادا کر سکتے ہیں۔اسلام کی ہر تعلیم کا مقصد اپنے ہر عمل کے قالب میں اس تقویٰ کی روح کو پیدا کرنا ہے۔قرآن پاک نے اپنی دوسری سورۃ میں یہ اعلان کیا ہے کہ اس کی تعلیم سے وہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو تقویٰ والے ہیں۔

"ھدی للمتقین" (۱)

ترجمہ: (یہ کتاب تقویٰ والوں کو راہ دکھاتی ہے) اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کی ساری عبادتوں کا منشاء اسی تقویٰ کا حصول ہے۔

یآایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون (۲)

ترجمہ: اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو اور تم سے پہلے والوں کو پیدا کیا تا کہ تم تقویٰ پاؤ۔

---

*لیکچرار شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

یا یھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (۳)

ترجمہ: اے ایمان والوتم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم تقویٰ حاصل کرو۔

ومن یعظم شعآئر الله فانها من تقوئ القلوب (۴)

ترجمہ: جو اللہ کے شعائر (حج کے ارکان ومقامات) کی عزت کرتا ہے تو یہ دلوں کے تقوے سے ہے۔

لن ینال الله لحو مها ولا دماؤ ها ولکن یناله التقوئ منکم (۵)

ترجمہ: خدا کے پاس قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا لیکن تمہارا تقویٰ اس کو پہنچتا ہے۔

ان آیات قرآنی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں تقویٰ کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ عربی زبان میں تقویٰ کے لغوی معنی بچنے، پرہیز اور لحاظ کرنے کے ہیں لیکن شرعی اصطلاح میں یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ حاضر وناظر ہونے کا یقین پیدا کر کے دل میں خیر وشر کی تمیز کی خلش اور خیر کی طرف رغبت اور شر سے نفرت پیدا کرتی ہے۔

انما یتقبل الله من المتقین (۶)

ترجمہ: اللہ تو تقویٰ والوں ہی سے قبول فرماتا ہے۔ تقویٰ والوں کی صفت اللہ نے قرآن پاک میں اس طرح سے بیان فرمائی ہے۔

والذی جآء بالصدق وصدق بہٖ اولٓئك هم المتقون لهم ما یشآءون عند ربهم ذلك جزاء المحسنین (۷)

ترجمہ: (اور جو سچائی لے کر آیا اور اس کو سچ مانا وہی لوگ متقی ہیں۔ ان کے لئے ان کے رب کے پاس وہ ہے جو وہ چاہیں یہ ہے بدلہ نیکی والوں کا) گویا سب سے بڑی نیکی تقویٰ ہے۔ لہٰذا یہ کہنا مناسب ہوگا کہ تقویٰ حاصل کرنا ہی مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد ہے۔

## اخلاص:

تقویٰ کا حصول اسی وقت ممکن ہے جبکہ اعمال میں اخلاص ہو۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جو عمل بھی کیا جائے اس میں دنیاوی نمائش، طلب شہرت یا کوئی اور منفعت مقصود نہ ہو، بلکہ صرف اللہ کے حکم کی بجا آوری اور خوشنودی مقصود ہو اسی کا نام اخلاص ہے۔ اس اخلاقی قدر کا ذکر قرآن نے اس طرح کیا ہے۔

فادعوا الله مخلصاله الدین (۸)

ترجمہ: تو اللہ کی بندگی کرو خالص اس کے بندے ہو کر۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ عبادت خداوندی میں اخلاص ہونا نہایت ضروری ہے اس میں کسی کو بھی شریک نہ کیا جائے۔عمل دکھاوے اور ریاکاری سے پاک وصاف ہونا چاہئے جس عمل میں ریاکاری شامل ہوتی ہے۔اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ دیکھیں اور خوش ہوں مگر جس عمل میں اخلاص شامل ہوتا ہے،اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا اور محبت حاصل کی جائے ،اور نفاق کو دور کرنے کے بعد ہی اخلاص حاصل ہوتا ہے۔اور کوئی مسلمان کامل مومن اس وقت ہی ہو سکتا ہے جبکہ وہ متقی اور مخلص ہو۔یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ " مخلصین له الدین " اطاعت گزاری کو خدا کے لئے خاص کیا جائے۔

اس اعلان خداوندی سے اخلاص کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے، کہ ہر عبادت اور ہر عمل خالص خدا ہی کے لئے ہو اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے سوا اور کوئی غرض نہ ہو تمام انبیاء کرام نے یہی اعلان کیا تھا کہ ہم اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں چاہتے ہماری مزدوری تو اسی پر ہے جو ساری دنیا کا پروردگار ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام کی ہر کوشش بے غرض تھی وہ صرف اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے ہر عمل کرتے تھے۔

مختصر یہ کہ ہر وہ عمل عنداللہ قابل قبول ہے، جو صرف اسی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے اور جس میں ذرہ برابر بھی ماسوااللہ کی خوشنودی اور رضا شامل ہو جائے وہ اللہ کے نزدیک مردود ہے۔

## عدل و انصاف:

عدل وانصاف وہ اعلیٰ قدریں ہیں جو کسی بھی معاشرے کی حیثیت کی پہچان ہیں۔ جس معاشرے میں عدل وانصاف کا دور دورہ ہوتا ہے وہاں حقوق وفرائض کی ادائیگی بطریق احسن ہوتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس صفت کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

" ان الله یأ مر بالعدل و الا حسان " (۹)

ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ انصاف اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام معاشرے کی اصلاح کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے باہمی اختلافات کے موقع پر عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے پر زور دیتا ہے۔

فرمایا:

" واذاحکمتم بین الناس ان تحکمو ا بالعدل " (۱۰)

ترجمہ: اور جب لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ اسی عدل وانصاف پر دنیا کا نظام قائم ہے، جس قوم اور جس سماج میں عدل وانصاف نہ ہو وہ دنیا میں کبھی نہیں پنپ سکتی۔ عدل وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہر فرد کے ساتھ بلا امتیاز وہ معاملہ کیا جائے اور اس کے بارے میں وہ بات کہی جائے جس کا وہ مستحق ہے۔

اسلام میں عدل وانصاف کا جو تصور ہے اس کی وضاحت سورۃ نساء کی ایک آیت میں اسی انداز سے کردی گئی ہے کہ عدل وانصاف کے ہر پہلو پر مکمل روشنی پڑ جاتی ہے۔

"اے ایمان والو مضبوطی کے ساتھ ایمان پر قائم رہو اور خدا لگتی گواہی دو۔ اگر چہ یہ گواہی خود تمہارے یا تمہارے ماں باپ یا قرابت داروں کیلئے مضر ہی کیوں نہ ہو۔ خواہ مالدار ہو یا محتاج کیونکہ خدا تو تمہاری نسبت ان پر زیادہ مہربان ہے تم تو حق سے کترانے میں خواہش نفسانی کی پیروی مت کرو اور اگر گھما پھرا کر کے گواہی دو گے یا بالکل انکار کرو گے تو یاد رہے جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے بخوبی واقف ہے" (۱۱)

اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عدل وانصاف کے بارے میں اس طرح کے احکام دیئے گئے ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے ایک ایسے معاشرے کی تشکیل میں بھرپور مدد ملتی ہے۔ جس میں امیر وغریب، اعلیٰ وادنیٰ غرضیکہ ہر ایک کے حقوق کی خود بخود حفاظت ہو جاتی ہے اسی حکم پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی طرح کا تعلق خواہ وہ والدین ہی کا کیوں نہ ہو اس راہ میں حائل نہیں ہونا چاہئے۔

مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام نے عدل وانصاف کا جو تصور پیش کیا ہے اسی کا مدعا انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی کی اصلاح بھی ہے، اور یہ اسی صورت ممکن ہے کہ ہم نہ صرف اپنے ذاتی معاملہ میں عدل وانصاف پر قائم رہیں۔ بلکہ پورے معاشرے میں اس اعلیٰ اخلاقی قدر کی ترویج کے لئے اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں ہم جس عہدے پر فائز ہوں اپنے ماتحت لوگوں کے ساتھ کسی طرح کا امتیاز روا نہ رکھیں، ہر ایک کو اس کی صلاحیت کے مطابق پروان چڑھنے میں مدد دیں اور اپنے اس ادارے کو مثالی بنائیں تو اس طرح پورا معاشرہ مثالی بن سکتا ہے۔

## صدق:

صدق کی اہمیت کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ صدق ایک ایسی صفت ہے، جو اللہ کے برگزیدہ بندوں سے خصوصی طور پر متعلق ہے۔ جس کا سب سے بڑا مشاہدہ رسول اللہ ﷺ کا اعلان نبوت ہے کہ جب آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو کفار نے آپ پر ہر طرح کے الزامات عائد کئے لیکن کسی نے آپ کو کاذب نہیں کہا۔ اسی طرح دیگر انبیاء کے متعلق بھی فرمایا گیا۔

"واذکر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقا نبیا " (۱۲)

ترجمہ: اور قرآن کریم میں ادریس کا تذکرہ پڑھو بے شک وہ سچے تھے اور نبی تھے۔

اسی طرح ایک مرتبہ قریش کے بڑے بڑے سردار بیٹھے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہو رہا تھا ان ہی میں نصر بن حارث بھی تھے جن کی قریش بڑی قدر کرتے تھے اور انہیں جہاندیدہ جانتے تھے انہوں نے کہا کہ اے قریش تم جس مصیبت میں مبتلا ہوئے ہو اب تک اس کی کوئی تدبیر نہ کر سکے۔ محمد ﷺ تمہارے سامنے بچے سے جوان ہوئے، وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ، صادق القول اور امین تھے۔ اب جبکہ ان کے بالوں میں سفیدی آچکی ہے اور تمہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے تو کہتے ہو کہ ساحر ہے، شاعر ہے، کاہن اور مجنوں ہے۔ خدا کی قسم میں نے ان کی باتیں سنی ہیں۔ محمد ﷺ میں ایسی کوئی بات نہیں تم پر یقیناً کوئی نئی مصیبت ہی آئی ہے۔

امام غزالی نے صدق کے چھ مراتب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص ان تمام کا حامل ہو۔ وہ صدیق ہے اور جو کسی ایک یا چند مراتب کا حامل ہو وہ اسی مرتبے کی نسبت کے ساتھ صادق کہلانے کا مستحق ہے آپ ان مراتب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اول صدق زبان میں ہے، دوم نیت میں صدق ہے، سوم ارادے میں صدق کا پایا جانا ہے۔ چہارم عزم و ارادے کو پورا کر دکھانا صدق ہے، اور ششم صدق کا درجہ یہ ہے کہ انسان دین کی حقیقت کو پانے کے لئے پوری تگ و دو کرے اور ان تمام میں کمال حاصل کرنے والا صدیق کے درجے پر فائز ہوگا۔

صدق یا راست گوئی دراصل صاف اور سیدھی بات کرنے کا نام ہے، اور قرآن کریم میں اسے تقویٰ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

" یا یھاالذین امنوا اتقوا اللہ و قولوا قولاً سدیداً " (۱۳)

ترجمہ: اے اہل ایمان اللہ سے ڈرتے رہو اور صاف سیدھی بات کرو۔

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غلط اور جھوٹی بات سے بچنا اور صاف سیدھی بات کرنا قرآن کریم کے نزدیک اصلاح اعمال کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اسی لئے تقویٰ کے ساتھ اس کو بیان کیا گیا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر "فتح العزیز" میں ایک روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ مجھ میں چار بد عادتیں ہیں ایک یہ کہ بدکار ہوں دوسری یہ کہ چوری کرتا ہوں تیسری یہ کہ شراب پیتا ہوں اور چوتھی یہ کہ جھوٹ بولتا ہوں۔ ان میں سے صرف ایک عادت کو میں آپ کی خاطر چھوڑ سکتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جھوٹ نہ بولو۔ چنانچہ اس نے اس کا عہد کیا اب رات ہوئی تو اس کا شراب پینے کو جی چاہا اور پھر بدکاری کے لئے آمادہ ہوا تو اسے خیال آیا کہ صبح کو جب رسول اللہ ﷺ دریافت فرمائیں گے کہ رات تم نے شراب پی اور بدکاری کی تو کیا جواب دوں گا۔ اگر ہاں کہوں گا تو شراب اور زنا کی سزا دی جائے گی۔ اگر انکار کیا تو عہد کے خلاف ہوگا۔ یہ سوچ کر ان دونوں سے باز رہا۔ جب رات زیادہ گزری اور اندھیرا خوب چھا گیا تو چوری کے لئے گھر سے نکلنا چاہا تو پھر اسی خیال نے اس کا دامن تھام لیا کہ کل پوچھ گچھ ہوئی تو کیا جواب دوں گا۔ ہاں کروں گا تو ہاتھ کٹے گا اور انکار کر نہیں سکتا۔ بدعہدی ہوگی اس خیال کے آتے ہی اس جرم سے بھی باز آیا۔ صبح جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ایک جھوٹ نہ بولنے سے میری چاروں عادتیں چھوٹ گئیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ مسرور ہوگئے۔

اس واقعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے۔ کہ جھوٹ کو چھوڑ کر اگر صدق کو اپنایا جائے تو تمام برائیاں خود بخود چھوٹ جاتی ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان الصدق یھدی الی البروان البریھدی الی الجنة وان الرجل لیصدق حتیٰ یکتب عند اللہ صدیقاً" (۱۴)

ترجمہ: (اس حدیث کو حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:) "سچ بولنا نیک کاموں کی ہدایت کرتا ہے اور نیک کام جنت میں لے جاتا ہے انسان سچ بولتے بولتے خدا کے ہاں سچوں میں لکھا جاتا ہے"

اس حدیث کی رو سے صدق کی عادت انسان کی نہ صرف بھلائی کی راہ پر چلاتے ہوئے جنت کا حقدار ٹھہراتی ہے بلکہ ایک بہت بڑا اعزاز یہ حاصل ہوتا ہے کہ صاحب صدق اللہ کے ہاں صدیقین کی فہرست میں جگہ پاتا ہے اور صدیقین کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقاً" (۱۵)

ترجمہ: اور جس شخص نے خدااور رسول کی اطاعت کی تو ایسے لوگ ان بندوں کے ساتھ ہوں گے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی نعمتیں دیں یہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔

توجہ فرمائیں: اس آیت میں انبیاء کے بعد فوراً صدیقین کا ذکر کیا گیا حالانکہ راہ خدا میں جان کا نذرانہ دینے والوں یعنی شہداء کا ذکر بعد میں ہوا۔ اس سے صدق کی اہمیت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے اسی لئے تو حضرت علامہ اقبال نے بھی دنیا کی راہ نمائی کے لئے جن اوصاف کا ذکر کیا ہے ان میں بھی پہلے صدق ہی کا درجہ ہے۔

## :Conclusion

اسلامی نظام اخلاق میں تقویٰ، اخلاص، عدل وانصاف اور صدق کی اہمیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر ان اخلاقی قدروں کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں تو اپنی ذات کے ساتھ ساتھ معاشرے کی یقینی اصلاح کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان اقدار کو عملی طور پر اپنانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

## مصادر:


۱۔ قرآن-سورۃ ۲: آیت ۲

۲۔ قرآن-سورۃ ۲: آیت ۲۱

۳۔ قرآن-سورۃ ۲: آیت ۱۸۳

۴۔ قرآن-سورۃ ۲۲: آیت ۳۲

۵۔ قرآن-سورۃ ۲۲: آیت ۳۷

۶۔ قرآن-سورۃ ۵: آیت ۲۷

۷۔ قرآن-سورۃ ۳۹: آیت ۳۳-۳۴

۸۔ قرآن-سورۃ ۴۰: آیت ۱۴

۹۔ قرآن-سورۃ ۱۶: آیت ۹۰

۱۰۔ قرآن-سورۃ ۴: آیت ۵۸

۱۱۔ قرآن-سورۃ ۴: آیت ۱۳۵

۱۲۔ قرآن-سورۃ ۱۹: آیت ۵۷

۱۳۔ قرآن-سورۃ ۳۳: آیت ۷۰

۱۴۔ بخاری، ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل-الصحیح البخاری، کتاب الایمان-مصر مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۵۵ھ

۱۵۔ قرآن-سورۃ ۴: آیت ۶۹